تفسیر الدر المنثور میں مذکور چار موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ

Analytical Study of Four Fabricated Narrations quoted in Tafs┘ r Al-Durr Al-Manth┴ r

ابظاہر خان *

شمس العارفین **

Abstract

Muslim scholars have been writing commentaries of the Qur'┐ n down the centuries. One such scholar is Jalal al Din al-Suy┴ = ┘ (died 1505 AD) who based his exegesis "Al-Durr Al-Manth┴ r f┘ al-Tafs┘ r bil M┐ th┴ r" on reports conveyed from the Prophet and his companions. He collected almost all related traditions reported in connection with the interpretation of a particular Qur'┐ nic verse. He however did all this without checking the authenticity of these reports. As a result weak and even fabricated reports crept into the work and the commentary became a combination of sound and false information. The present paper academically investigates four of these fabricated traditions.

وحی الٰہی کی توضیح و تشریح کرنا رسول کریم ﷺ کی اہم ذمہ داری تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاَنزَلنَآ اِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرُونَ"[1]

"اور ہم نے آپ ﷺ پر قرآن اس لئے بھی نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو اُن کی طرف نازل کی گئی ہیں"

نبی کریم ﷺ نے وحی الٰہی کی وضاحت اس طرح سے کی کہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں رہا جس میں وحی کی تعلیمات میں ابہام رہا۔ آپ ﷺ کے بعد اُمت کے مختلف نسلوں نے آپ ﷺ کے تفسیری اقوال کو قیمتی

* اسسٹنٹ پروفیسر علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

** پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز، پشاور یونیورسٹی

اثاثہ سمجھ کر محفوظ کیا۔ اس سلسلے میں کی گئی کاوشوں میں ایک مشہور کاوش امام جلال الدین السیوطیؒ (متوفی: 1505م) کی ہے ۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے سکالر، عالم، مفسر، محدث، فقیہ، مؤرخ اور ادیب تھے ۔[2]

امام جلال الدین سیوطیؒ چونکہ کثرتِ روایت کے دلدادہ تھے، لہذا آپ نے ترجمان القرآن کے نام سے تفسیری روایات (احادیث و آثار) کا ایک ضخیم مجموعہ مرتب کیا، جسے بعد ازاں مختصر کرتے ہوئے اسناد کا حصہ حذف کیا اور صرف متن پر اکتفا کرتے ہوئے اسے الدرالمنثور کی صورت میں ترتیب دیا۔ سیوطی نے اپنا مطمع نظر یہ رکھا کہ کسی بھی آیت کے متعلق جس قدر بھی روایات ہیں ان سب کو ذکر کیا جائے اور حتی الامکان کوئی روایت ذکر کرنے سے نہ رہے کہ جس کا تعلق آیت زیر بحث سے کسی بھی حد تک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ فن حدیث اور اس کے علل سے بخوبی آگاہ ہونے کے باوجود یہ تفسیر صحیح و سقیم ہر قسم روایات کا مجموعہ بن کر رہ گئی۔ مذکورہ تفسیر میں موضوعی روایات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد موضوعی روایات کی نشاندہی کرنا ہے۔

موضوع کی لفظی تعریف:

لفظِ موضوع کا مادہ [و-ض-ع] ہے۔ یہ لفظ وضع سے ماخوذ ہے اور عربی لغت میں درج ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ **الالقاء:** پھینکنا یا گرانا[3] ۲۔ **الحط:** گر جانا[4] ۳۔ **الاسقاط:** جرم یا غلطی کا سرزد ہو جانا[5]
۴۔ **الاختلاق:** بناوٹی بات یا من گھڑت بات[6] ۵۔ **الالصاق:** کسی بات کا منسوب کر دینا یا چسپاں کر دینا۔[7]

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ[8] نے موضوع کے تین معانی ملصق، حط اور اسقاط ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: **والاول الیق بھذہ الحثیثہ**[9]" یہاں پہلا معنیٰ (چسپاں کرنا) زیادہ موزوں لگتا ہے "۔ کیونکہ موضوعی روایت میں نبی کریم ﷺ کی طرف باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔

ابن صلاحؒ، عثمان بن عبدالرحمٰن (متوفیٰ: 643ھ) نے حدیث موضوع کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

> **"الحدیث المختلق المکذوب علیٰ رسول اللہ ﷺ عمدا او خطاء"**[10]
>
> "وہ حدیث جو گھڑی گئی ہو اور اس گھڑی گئی جھوٹ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو یہ انتساب چاہے قصداً ہو یا خطاءً ہو اس کو حدیث موضوع میں شمار کیا جائے گا"

حافظ ابن حجرؒ نے اس کی تعریف یوں کی ہے:

> **"ھو الطعن بکذب الراوی فی الحدیث النبوی ﷺ ھو الموضوع"**[11]

"جب راوی جھوٹ بنا کر اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کریں اس روایت کو موضوع کہا جاتا ہے"

امام سیوطیؒ نے حدیث موضوع کی تفہیم ان الفاظ میں کی ہے:

"الموضوع هو المختلق المصنوع، هو الذی نسبه الکذابون المفترون الی رسول الله ﷺ و هو شر انواع الروایة"[12]

"وہ بنایا ہوا وہ جھوٹ جس کو راوی گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیں جو بد ترین روایت کا درجہ رکھتی ہے اس کو موضوع روایت کا نام دیا جاتا ہے"

نبی کریم ﷺ پر افتراء، جھوٹ گھڑنا، آپ ﷺ کی طرف جھوٹی روایت منسوب کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جھوٹی حدیثیں گھڑ کر بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"من حدث عنی بحدیث یریٰ انه کذب فهو احد الکاذبین"[13]

"جس نے میری طرف (یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف) جھوٹی روایت گھڑ کر منسوب کی تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے"

آپ ﷺ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"من کذب علیَّ فلیتبوّأ مقعده من النار"[14]

"جس نے مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"

الدر المنثور اور موضوعی روایات:

امام جلال الدین السیوطیؒ کی تفسیر الدر المنثور ایک ضخیم اور جامع تفسیر ہے ، علماء میں اس کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ موضوع روایات جو ہماری مذہبی لٹریچر کا حصہ بن چکی ہیں ، یہ تفسیر بھی اس قسم کی روایات سے محفوظ نہیں رہا ہے۔ اگرچہ امام سیوطیؒ اس فن کے ماہر عالم تھے ، آپ نے اس فن میں ایک مشہور کتاب (شرح الفیہ) تالیف کی ہے لیکن اس کے باوجود آپ کی تفسیر میں موضوع روایات کا پایا جانا یقینی ہے۔ ذیل میں تفسیر الدر المنثور میں مذکور چند موضوعی روایات پر تبصرہ پیش کیا جاتا ہے:

"عن ابن عباس رضی الله عنهما أن عیسیٰ بن مریم أمسک عن الکلام بعد ان کلمهم طفلا حتیٰ بلغ الغلمان ثم انطقه الله بعد ذلک بالحکمة و البیان، فلما بلغ سبع سنین أسلمته أمه الیٰ رجل یعلمه کما یعلم الغلمان فلا یعلمه شیئا الا بردہ عیسیٰ الیٰ علمه قبل أن یعلمه أیاه فعلمه أبا جاد فقال عیسیٰ ما ابو جاد؟ قال المعلم لا ادری"[15]

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام (قوم سے) بچپن میں باتیں کرنے کے بعد کلام کرنے سے رک گئے تھے یہاں تک کہ بڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے کی صلاحیت عطا فردی ۔جب آپ علیہ السلام سات برس کے ہوگئے تو آپ کی والدہ نے پڑھانے کی غرض سے ایک شخص کے حوالے کر دیا تاکہ وہ آپ کو پڑھائے جیسے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ جب معلم آپ کو کسی چیز کے بارے میں آگاہ کرتے تو آپ پہلے سے اس کے متعلق معلومات فراہم کر دیتے۔ معلم نے ابو جاد پڑھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ابو جاد کیا ہے؟ معلم نے جواب دیا میں نہیں جانتا"

تبصرہ:

مذکورہ بالا روایت موضوعی ہے کیونکہ اس کا مرکزی راوی اسماعیل بن یحییٰ عن عبید تیمی مدنی کوفی ہے جس کے بارے میں محدث صالح بن محمد جزرہؒ فرماتے ہیں : احادیث وضع کرتا تھا۔ امام ازدیؒ فرماتے ہیں : ارکانِ کذب میں سے ہے، اس سے روایت لینی درست نہیں۔[16]

حافظ ابن عدیؒ (متوفی: 365ھ) لکھتے ہیں : ثقات سے بواطیل (بہت غلط باتیں) نقل کرتا ہے، اور یہ روایت باطل ہے۔[17]

امام ابن کثیرؒ (متوفی: 774ھ) نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"**قال ابن عدی: هذا الحدیث باطل لهذا الاسناد لا یرویه غیر اسماعیل**"[18]

"ابن عدی کا کہنا ہے کہ یہ غلط حدیث ہے، اس سند سے اسماعیل کے علاوہ کوئی اور راوی ذکر نہیں کرتا"

حافظ ابن تیمیہؒ[19] فرماتے ہیں: اسماعیل بن یحییٰ معروف کذاب ہے۔[20]

امام ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں:

"**هذا غریب جدا وقد یکون من الإسرائیلیات لا من المرفوعات**"[21]

"یہ روایت شدید ضعیف اور اسرائیلیات میں سے ہے مرفوع روایات میں نہیں"

علامہ ابن جریرؒ[22] لکھتے ہیں:

"**واخشیٰ أن یکون غلطا من المحدث، وأن یکون أراد : ب، س، م علیٰ سبیل مایع لم المبتدی من الصبیان فی الکُتّاب حروف أبی جاد، فغلط بذلک فوصله، فقال: بسم**" [23]

"مجھے ڈر ہے کہیں محدث اس غلطی کا شکار نہ ہوا ہو، شاید جس طرح ہمارے ہاں مبتدی کو ابجد پڑھانے کا رواج ہے، اسی طرح وہاں "ب، س، م" پڑھنے کا رواج ہے اور کسی نے ان الگ الگ حروف کو باہم پیوست کر کے اس سے "بسم" بنایا ہو"

امام ابو نعیم الاصبہانیؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غریب من حدیث مسعر تفرد به اسماعیل بن عیاش، عن اسماعیل بن یحییٰ"[24]

"أخرج الحکیم الترمذی و ابویعلیٰ و ابن ابی حاتم و ابن السنی فی عمل یوم و لیلة و نعیم فی الحلیة و ابن مردویه عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أنه قرأ فی مصاب [افحسبتم أنما خلقناکم عبثا و أنکم الینا لا ترجعون] حتیٰ ختم السورة فبرأ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماذا قرأت فی أذنه فاخبره فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیده لو أن رجلا موقنا قرأ ها علیٰ جبل لزال"[25]

"امام حکیم الترمذیؒ، ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے عمل الیوم و اللیلۃ میں، ابو نعیم نے الحلیۃ میں اور ابن مردویہ نے سیدنا ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک بیمار کے کان میں [افحسبتم أنما خلقناکم عبثا و أنکم الینا لا ترجعون] یہ آیت پڑھی تو صحت یاب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر کوئی یقین والا اس آیت کو پڑھے گا تو وہ بھی جگہ سے ہل جائے گا"

تبصرہ:

امام عقیلیؒ[26] نے اس حدیث کو موضوع شمار کیا ہے۔[27]

امام شوکانیؒ[28] نے بھی اس حدیث کی سند پر تذکرہ کرہوئے لکھا ہے:

"اسناده ضعیف مرسل ارسله ابراهیم التیمی و لم یذکر الصحابی"[29]

"اس حدیث کی سند ضعیف اور مرسل ہے، ابراہیم التیمی نے اس روایت کو ارسالا ذکر کیا ہے اور کسی صحابی کا نام ذکر نہیں کیا"

امام ہیثمیؒ[30] نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"رواه ابی یعلیٰ و فیه ابن لهیعة و فیه ضعف"[31]

"اس روایت کو ابویعلیٰ نے ذکر کیا ہے اور اس کی سند میں ابن لھیعۃ مرکزی راوی ہے (جس پر سند قائم ہے) وہ ضعیف ہے"

ابن لھیعہ کے بارے میں علماء جرح وتعدیل نے کچھ یوں کلام کیا ہے:

امام بخاریؒ نے ابن لھیعہ کے بارے میں لکھا ہے:

"**ترکہ یحییٰ بن سعید**" "یحییٰ بن سعید نے آپ کو ترک کیا ہے"۔[32]

امام نسائیؒ ابن لھیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن لهیعۃ أبوعبدالرحمٰن المصری ضعیف۔[33]

امام ابن معینؒ[34] نے آپ کا تعارف کچھ یوں کیا ہے: کا ن ضعیف لا یحتج بحدیثہ ، کان من شاء یقول لہ : حدیثا[35]

امام ابن عدی[36] نے آپ کا تعارف کچھ یوں کیا ہے:

"**حدیثہ کأنہ نسیان۔**[37] **أخرج الحاکم والبیھقی فی شعب الأیمان وابن مردویہ عن عائشۃ مرفوعا لاتنزلوھن الغرف، ولا تعلموھن الکتابۃ یعنی النساء وعلموھن الغزل وسورۃ النور**"[38]

"امام حاکمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے عائشہؓ سے مرفوعا نقل کیا ہے کہ عورتوں کو بالاخانوں میں مت رکھو اور انہیں لکھنا مت سکھاؤ، انہیں سوت کاتنا اور سورۃ النور کی تعلیم دو"

تبصرہ:

امام سیوطیؒ نے مذکورہ روایت کو اگرچہ الدرالمنثور میں نقل کیا ہے لیکن اس روایت کے بارے میں علماء فن کی رائے موضوع ہونے کی ہے۔

یہ روایت درج ذیل دو مختلف الفاظ میں نقل ہوئی ہے:

(الف) "**لاتنزلوا النساء الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ وعلموھن النور الغزل**"[39]

امام حاکمؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ روایت صحیح ہے، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔[40]

امام ذہبیؒ نے امام حاکمؒ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے:

"**قلت ھو موضوع وآفتہ عبدالوھاب بن الضحاک**"[41]

"بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ روایت موضوع ہے اور اس کی خرابی عبدالوہاب بن ضحاک کی وجہ سے ہے"

امام شوکانیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"امام خطیبؒ نے اس حدیث کو عائشہؓ سے مرفوعًا نقل کیا ہے، اس کی سند میں محمد بن ابراہیم الشامی ہے، جو احادیث وضع کیا کرتا تھا، امام حاکمؒ نے المستدرک میں

دوسرے طریقے سے اس کو ذکر کیا ہے، امام ابن حجرؒ نے آپ کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا ہے: امام حاکمؒ کی سند میں عبد الوہاب بن ضحاک ہے جو متروک ہے"[42]

عبد الوہاب بن ضحاک کے بارے میں علماء جرح وتعدیل کے چند مزید اقوال:

امام حبانؒ فرماتے ہیں: یہ احادیث چوری کرتا تھا اس سے احتجاج درست نہیں ہے۔[43]

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں: ان کی روایتیں مقلوب ہوتی ہیں۔[44]

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: متروک تھا، ابو حاتمؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔[45]

امام ابن حبان، امام طبرانیؒ اور امام بیہقیؒ کی دوسری سند میں محمد بن ابراہیم شامی ہے، جس کے بارے میں امام ابن حبان فرماتے ہیں: شامی محدثین کے نام لے کر احادیث وضع کیا کرتا تھا، اس کی روایت قبول کرنا جائز نہیں، اس نے کئی بے اصل روایات نقل کی ہیں۔[46]

امام دار قطنیؒ اُسے کذاب کہتے ہیں، حافظ ذہبیؒ نے امام دار قطنیؒ کی رائے کو لکھنے کے بعد زیر بحث روایت لکھ کر فرمایا ہے کہ امام دار قطنیؒ نے درست لکھا ہے اور ابن ماجہؒ اُسے نہ پہچان سکے۔[47]

امام ابن عدیؒ کی سند میں جعفر بن نضر عنبری کوفی ہے جس کے بارے میں امام ابن عدیؒ خود فرماتے ہیں: ثقہ راویوں کے نام باطل روایات نقل کرتا ہے۔[48]

(ب) **"لاتسکنوھن الغرف ولاتعلموھن الکتابۃ وعلموھن المغزل وسورۃ النور"**

"عورتوں کو بنگلوں میں نہ بساؤ، انہیں لکھنا بھی مت سکھاؤ، انہیں اُون کاتنا سکھاؤ اور سورۃ النور پڑھاؤ"

اس روایت کی سند کا دارومدار محمد بن ابراہیم شامی ابو عبد اللہ پر ہے جس کے بارے میں امام ابن حبانؒ لکھتے ہیں: شامی معروف راویوں کے نام لے کر ان کی سند سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے اس لئے اس کی روایت لینی جائز نہیں، مگر ہاں اس صورت میں جائز ہے کہ اس کا کوئی شاہد مل جائے۔[49]

امام حاکمؒ فرماتے ہیں: اس نے ولید بن مسلم اور سوید بن عبد العزیز سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔[50]

امام دار قطنیؒ اُسے کذاب کہتے ہیں۔[51]

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: دار قطنی اس راوی کو کذاب کہنے میں حق بجانب ہیں۔[52]

علامہ محمد بن طاہر مقدسیؒ فرماتے ہیں: اس کا راوی محمد بن ابراہیم احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[53]

علامہ محمد بن طاہر ہندیؒ بھی اسے واضع الحدیث بتاتے ہیں۔[54]

قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں: محمد بن ابراہیم شامی احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[55] **"أخرج الترمذی عن جابر بن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ السلام قبل الکلام"**[56]

تبصرہ:

"امام ترمذیؒ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلام گفتگو سے پہلے ہے"۔ محمد بن طاہر ہندیؒ نے مذکورہ حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث ذکر کی ہے اور دونوں پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: **موضوعان** [57]

امام ابو یعلیٰؒ نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔[58]

شیخ الالبانیؒ نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔[59]

حافظ مزیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے : "مذکورہ سند میں عنبسہ بن عبد الرحمٰن ایک مرکزی راوی ہے جس کو علماء جرح و تعدیل نے نا قابل اعتماد قرار دیا ہے"[60]

ابو زرعہؒ فرماتے ہیں: **منکر الحدیث، واھی الحدیث** [61]

ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: **متروک الحدیث، کان یضع الحدیث** [62]

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: **ترکوہ** [63]

امام نسائی فرماتے ہیں : **ضعیف** [64]

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں : **ھو صاحب اشیاء موضوعة لا یحل الاحتجاج به** [65]

خلاصۂ بحث:

امام جلال الدین سیوطی کا نام اسلامی علوم بالخصوص قرآن و حدیث کے علوم میں ایک معتبر نام ہے اور ماثوری تفاسیر میں ان کی تفسیر " در منثور " اعلیٰ پائے کی ہے تاہم جلال الدین سیوطی نے چونکہ آیات کی توضیح و تشریح کے سلسلے میں روایات کے بیان میں اس قدر توسع سے کام لیا ہے کہ ان کی اس تفسیر میں کئی موضوعی روایات بھی شامل ہوگئی ہیں۔ عصر حاضر چونکہ تحقیق کا زمانہ ہے اس لئے تفسیر در منثور کا مطالعہ کرتے ہوئے روایات کو فن حدیث کے نقد و جرح کے معیار پر پرکھنا چاہیے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] النحل:۴۴

[2] الأعلام، خیر الدین الزرکلی، دار الملایین، بیروت، طبع(۱۹۷۴ء)، ۳:۳۰۳

[3] المعجم الوسیط، ابراہیم مصطفیٰ احمد حسن الزیات، دار احیاء، التراث العربی، بیروت، طبع نامعلوم، ۲: ۱۰۵

[4] القاموس المحیط، مجد الدین محمد فیروز آبادی، المطبعة المصریہ، مصر، طبع(۱۹۳۵ء)۳: ۹۳

[5] القاموس المحیط، ۳: ۹۳

[6] محب الدین سید محمد مرتضیٰ الزبیدی، تاج العروس، دار لیبیا للنشر والتوزیع، طبع نامعلوم، ۵: ۵۴۵

[7] القاموس المحیط،۳: ۹۴

[8] ابن حجر عسقلانی،

[9] ابن حجر، عسقلانی، النکت علی کتاب ابن صلاح،۲: ۸۳۸

[10] مقدمہ ابن صلاح، ص۱۳۰

[11] شرح نخبۃ الفکر:۷۷

[12] السیوطی، شرح الفیہ، احمد شاکر، ص۷۹

[13] صحیح مسلم، مقدمہ،۱:۹

[14] نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر،۲۰

[15] تفسیر الدرالمنثور، سورۃ المؤمنون،

[16] میزان الاعتدال،۱: ۲۵۴

[17] الکامل فی الضعفاء الرجال،۱: ۴۹۱

[18] ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ،۲: ۹۱۔۔ابن کثیر، قصص الانبیاء،۲: ۴۱۵

[19] ابن تیمیہ،

[20] مجموع الفتاویٰ،۱۲: ۳۰

[21] تفسیر ابن کثیر،۱: ۱۹

[22] ابن جریر،

[23] تفسیر ابن جریر،۱: ۸۲

[24] حلیۃ الاولیاء،۷: ۲۵۲۔۲۵۴

[25] الدرالمنثور،

[26] محمد بن عمرو بن موسیٰ بن محمد، عقیلی، مکی[تذکرۃ الحفاظ،۳: ۸۳۳]

[27] ضعفاء العقیلی،۲: ۱۶۳

[28] امام شوکانیؒ

29 الفوائد المجموعہ

[30] امام ہیثمی

[31] مجمع الزوائد،۵: ۱۹۸رقم(۸۴۶۹)

[32] التاریخ الکبیر،۵: ۱۸۲

[33] الضعفاء والمتروکین،۱: ۲۰۳

[34] امام ابن معین،

[35] الجرح والتعدیل،۵: ۱۴۷

[36] امام ابن عدی،

[37] تھذیب التھذیب، ۵: ۱۴۷

[38] الدر المنثور، سورۃ النور، مقدمۃ، ۶: ۱۱۶

المعجم الأوسط، ۴: ۲۰ رقم (۵۷۱۳)۔۔ المجروحین، ۲: ۳۱۸۔۔ الکامل فی الضعفاء الرجال، ۲: ۳۹۵۔

[39] تفسیر الدر المنثور، ۶: ۱۱۶

[40] المستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۴۹۴)

[41] تلخیص المستدرک، ۲: ۳۹۲

[42] الفوائد المجموعۃ، ۱: ۱۲۷

[43] المجروحین، ۲: ۱۳۱ ترجمہ: ۷۵۳

[44] الضعفاء والمتروکین، ترجمہ: ۳۴۶

[45] تقریب التھذیب، ۳۹۹ (۴۲۵۷)

[46] المجروحین، ۲: ۱۰۰۳۔۔۔ تذکرۃ الموضوعات، ۲: ۲۶۸

[47] میزان الاعتدال، ۳: ۴۴۶ (۷۱۰۲)

[48] الکامل فی الضعفاء الرجال، ۲: ۳۹۴ (۳۴۶)۔۔ تذکرۃ الموضوعات، ۲: ۲۶۸

[49] المجروحین، ۲: ۳۱۸ (۱۰۰۳)

[50] المدخل الی الصحیح، ۱: ۲۲۰ (۱۹۲)

[51] سؤالات البرقانی، ۵۷ رقم (۴۲۳)

[52] میزان الاعتدال، ۳: ۴۴۶

[53] معرفۃ التذکرۃ، ۲۴۸ رقم (۹۵۷)

[54] تذکرۃ الموضوعات، ۱۲۹

[55] الفوائد المجموعۃ، ۱۲۶

[56] الدر المنثور، سورۃ النور، ۶: ۱۵۹

[57] تذکرۃ الموضوعات، ۱: ۱۶۳

[58] اسنی المطالب فی الاحادیث مختلفۃ المراتب، ۱: ۶۵

[59] السلسلۃ الضعیفۃ، ۴: ۲۲۱ رقم (۱۷۳۶)

[60] تحفۃ الأشراف، ۴: ۱۲۳

[61] تھذیب التھذیب، ۸: ۱۶

[62] الکامل لابن عدی، ۵: ۲۶۱

[63] التاریخ الکبیر، ۷: ۳۹

[64] الضعفاء والمتروکین، ۱: ۲۱۶

[65] المجروحین، ۲: ۱۷۸